باسمہ تعالٰی

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

زید نے اپنی سالی سے نکاح کیا اور صحبت بھی کی پھر لوگوں کے سمجھانے پر علاحدگی اختیار کر لی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس پر عدت واجب ہو گی یا نہیں اور عدت ایک حیض ہوگی یا تین حیض یعنی اپنی منکوحہ بیوی سے زید کب صحبت کر سکتا ہے جب سالی کو ایک حیض آجائے یا تین حیض - کتاب النوازل میں اس *صورت میں سالی پر عدت ایک حیض واجب کی گئ ہے* اور فقہ کے اس جزئیہ سے استدلال کیا گیا ہے **لوزنی باحدی الاختین لا یقرب الاخری حتی تحیض بحیضة** (مجمع الانہر ۱/۳۲۵ باب المحرمات) کیا یہ استدلال صحیح ہے اور بصورت دیگر اس جزئیہ کا صحیح محمل کیا ہے اور ایک جگہ *ایک صورت کووطی بالشبہ ماننے کے باوجود* عدت ایک حیض واجب کی گئی ہے کیا یہ صحیح ہے(کتاب النوازل ۳۱۳‘۳۱۴/ ۸

المستفتی محمد جاوید علی استاذ معراج العلوم چیتاکیمپ

باسمہ تعالٰی الجواب وباللہ التوفیق

ایک بہن کے نکاح میں رہتے ہوئے اسکی دوسری بہن سے نکاح کرنا قطعاً حرام و ناجائز ہے قرآن کریم میں صراحۃً اس کی ممانعت وارد ہوئ ہے قال اللہ تعالیٰ **: وأن تجمعوا بين الاختين** (النساء آیت۲۳) البتہ یہ نکاح فاسد ہوگا باطل نہیں اور بعض فقہاء کی عبارات میں جو باطل کا لفظ وارد ہوا ہے تو اس سے فاسد مراد ہے اور تفریق قاضی یامتارکت کے بعد عورت پر مکمل عدت یعنی تین حیض واجب ہو گی اور جب تک سالی کو تین حیض نہ آجائے اس وقت تک زید اپنی منکوحہ سے صحبت نہیں کر سکتا اور بعض کتب فتاوی میں جو اس صورت میں عدت ایک حیض واجب کی گئ ہے وہ صحیح نہیں ہے نیز جس جزئیہ سے استدلال کیا گیا ہے وہ استدلال بھی محل نظر ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

عدت تین حیض واجب ہونے کے دلائل

پہلی وجہ. اگرچہ نکاح فاسد اور باطل کے درمیان فرق سے متعلق فقہاء کی عبارات متعارض ہیں اور ان میں اضطراب پایا جاتا ہے لیکن عبارات پر غور کرنے کے بعد محققین ارباب افتاء نے سالی سے نکاح کو نکاح فاسد ہی قرار دیا ہے صاحب احسن الفتاوی نے نکاح فاسد و باطل کے درمیان فرق پر ایک رسالہ لکھا ہے اس میں متعلقہ عبارات کے طویل اقتباسات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :بندہ جہاں تک عبارات میں غور کرنے سے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ؛ اگر بلا لحاظ خصوصیت عاقد فی نفسہ محل عقد ہی موجود نہ ہو تو نکاح باطل ہے **کنکاح منکوحۃ الغیرمع العلم بأنہا متزوجۃ** کیونکہ آن واحد میں اجتماع الملکین نا ممکن ہے. اور اگر محل عقد تو موجود ہے مگر خصوصیت عاقد یا فقدان شرط کی وجہ سے ممنوع ہے تو نکاح فاسد ہوگا کنکاح المحارم اس تعریف کے بنا پر نکاح المحارم اور نکاح الاختین فاسد ہوگا لہذا موجب عدت ہے (احسن الفتاوی 5/62 ط دار الاشاعت)

حضرت مفتی شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں بڑی وضاحت سے تحریر فرمایا ہے بعینہ سوال و جواب ملاحظہ ہو : سوال زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور کچھ مدت کے بعد مسماۃ حمیدہ حقیقی بہن ہندہ سے نکاح کیا یہ اخیر نکاح باطل ہے یا فاسد فتاوی عالمگیری میں اس نکاح کو فاسد قرار دیا ہے وان تزوجہا الخ یہ فتویٰ صحیح ہے یا نہی؟

جواب یہ نکاح فاسد ہی ہے اور حسب قاعدہ نکاح فاسد سے نسب ثابت ہو جائے گا اور مہر بھی واجب ہوگا عالمگیری کی عبارت صحیح اور مفتی بہ ہے عالمگیری نے خود محرمات کے باب میں بھی عبارت مندرجہ سوال کے بعد اس کی تصریح کر دی ہے **ولفظہا ان فارقہا بعد الدخول فلہا المہر ویجب الآقل من المسمی ومن مہر المثل وعلیہا العدۃ ویثبت النسب انتہی 1/260** اورشامی نے نکاح فاسد کے بیان میں صفحہ۳۵۶ جلد۲ میں نکاح فاسد کی مثال نکاح بلاشہود پیش کرنے کے بعد فرمایا ہے و مثلہ **تزوج الاختین معا ونکاح الاخت فی عدت الاخت** البتہ فصل محرمات میں شامی نے دونوں لفظ استعمال کیے ہیں ایک جگہ باطل اور دوسری جگہ ایک ہی عبارت میں فاسد

فرمایا ہے اسی طرح بحرالرائق میں بعینہ یہی دونوں قسم کے الفاظ مذکور ہیں بحرالرائق فصل المحرمات ۱۰۳ جلد ۳ لیکن تحقیق یہی ہے کہ یہ نکاح فاسد ہے جیسا کہ عالمگیری اور شامی باب النکاح الفاسدکی تصریح سے ثابت ہوا اور دوسرے مواضع میں جو باطل کا لفظ بولا گیا تو اس بنا پر کہ بعض حضرات کے نزدیک نکاح باطل اور فاسد میں کوئی فرق نہیں ہے اور توسعا فاسد پر باطل کا لفظ اطلاق کردیا گیا(امدادالمفتین ۵۱۲- ۵۱۳النکاح) خیرالفتاوي میں ایک سوال (جس میں ہے کہ زید نے اپنی سگی سالی سے لوگوں کے منع کرنے کے باوجود نکاح کر لیا اور اولاد بھی ہے) کے جواب میں لکھتے ہیں یہ دوسرا نکاح فاسد ہے باطل نہیں..... اور بعض فقہاء کی عبارات میں جو بیوی کی بہن سے نکاح کو باطل کہا گیا ہے تو اس بطلان کی تاویل فساد سے کی جائیگی (خیر الفتاوی ۵/۲۹۶-۲۹۷)

اکا برین کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ سالی سے نکاح فاسد ہے اور نکاح فاسد میں دخول وصحبت سے مکمل عدت تین حیض واجب ہوتی ہے قال في الدر: **وعدةالمنكوحة نكاحا فاسدا.... والموطوءة بشبهة -الحيض** قال ابن عابدين: **الحيض جمع حيضة أي عدة المذ كورات ثلاث حيض ان كن من ذوات الحيض.**(الدرمع الرد ۵/۱۹۶ ط زکریا) دوسري جگہ لکھتے ہیں :**لان العدة في النكاح الفاسد ثلاث حيض**(شامي ۵/۱۸۸ باب العدة) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :**وكذا موطوءة بشبهة او نكاح فاسداي عدة كل منهما ثلاث حيض**(شامي ۵/۱۸۳ط زکریا دیوبند)

دوسری وجہ یہ ہے کہ سالی سے نکاح کر کے صحبت کرنا یہ وطی بالشبہ ہے اووطی بالشبہ پر عدت تین حیض واجب ہوتی ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ سالی سے نکاح کرنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں (۱)اگر زید کو سالی سے نکاح کی حرمت کا علم نہیں تھا بلکہ اس کے گمان کے مطابق نکاح جائز تھا اور اسی حلت کے گمان کے ساتھ اس نے نکاح وصحبت کی تو پھر یہ باتفاق فقہاءاحناف وطی بالشبہ ہوگی (۲)دوسری صورت یہ ہے کہ اسے حرمت کا علم تھا اور حرام سمجھتے ہوئے اس نے سالی سے نکاح وصحبت کی تو اس صورت میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک بہرحال یہ شبہةالعقد کی وجہ سے وطی بالشبہ ہوگی اور حضرات صاحبین کے اقوال

مختلف ہیں راجح قول کے مطابق حضرات صاحبین کے نزدیک بھی سالی سے نکاح کے بعد صحبت وطی بالشبہ ہوگی الغرض دونوں صورتوں میں راجح قول کے مطابق باتفاق فقہاء احناف یہ وطی بالشبہ ہوگی اور موطوءۃ بالشبہ پر مکمل عدت واجب ہے نہ کہ ایک حیض

صاحبین کے مسلک کی تحقیق

حضرت امام صاحب علیه الرحمة کے نزدیک محرمات سےعقد نکاح مطلقاموجب شبہ ہے خواہ حرمت ابدیه ہو یا حرمت عارضه حرمت متفق علیه ہو یا مختلف فیہ حرمت کا علم ہو یا اس سے ناواقف ہو البتہ صاحبین کے مسلک کے سلسلے میں هماری کتب میں اختلاف پایاجاتاہے تتبع و تلاش کے بعد صاحیین کے مسلک کی تنقیح درج ذیل ہے: (۱)بعض حضرات نے صاحیین کا مسلک یہ نقل کیا ہے کہ محارم سے نکاح مطلقا موجب شبہ نہیں ہے خواہ محرمات ابدیہ ہوں یا عارضہ نیز نکاح کی حرمت مجمع علیہ ہو یا مختلف فیہ بشرطیکہ اسے نکاح کی حرمت کا علم ہو حتی کہ اگر بلاشہود نکاح کرلیا حرمت کا علم رکھتے ہوے تو صحبت کی صورت مین اس پر بھی حد واجب کی جائیگی۔ جامع الرموز فی شرح النقایہ ۲۔۲۹۱

نیز ہدایہ میں ہے : **ومن تزوج امرأة لا یحل لہ نکاحہا فوطئہا لا یجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ وقال أبو یوسف و محمد والشافعی علیہ الحد إذا کان علم بذالک** (الہدایہ مع الفتح 5/40 وھکذا فی الجوہرۃ النیرۃ)

صاحب فتح القدیر نے بعض شروح کے حوالہ سے نقل کیا ہے : **وفی بعض الشروح أراد بنكاح من لا یحل لہ نکاحہا نکاح المحارم والمطلقۃ الثلاث ومنکوحۃ الغیر ومعتدۃ الغیر ونکاح الخامسۃ واخت المرأۃ فی عدتہا والمجوسیۃ والامۃ علی الحرۃ ونکاح العبدأوالامۃ بلا إذن المولی والنکاح بغیر شہود ففی کل ھذا لا یجب الحد عند ابی حنیفۃ وان قال علمت انہا حرام وعندھم یجب اذاعلم بالتحریم والا فلا** (فتح القدیر 5/41 المکتبۃ الرشیدیۃ باکستان)

(۲) بعض حضرات فرماتے ہیں :جس نکاح کی حرمت متفق علیہ ہو اس میں صحبت موجب شبہ نہیں ہوگی اور جس نکاح کی حرمت و ممانعت مختلف

فیہ ہو اس میں صحبت موجب شبہ ہوگی چنانچہ اس قول کی بنیاد پرگواہوں کے بغیر نکاح یا ولی کے بغیر نکاح کرنے کے بعد صحبت و وطی موجب شبہ ہوگی کیونکہ ان نکاحوں کا جواز وعدم جواز مختلف فیہ ہے **قال فی الفتح نقلا عن البعض :قال وان کان النکاح مختلفا فیہ کالنکاح بلا ولی وبلا شهود فلا حد علیہ اتفاقا لتمکن الشبهۃ عندالکل.** (فتح القدیر 5/40 ط رشیدیہ)

(۳)اور بعض حضرات نے فرمایا :اگر نکاح کی حرمت مجمع علیہ ہو اور محرمات بھی محرمات ابدیہ ہوں تو پھر صاحبین کے نزدیک یہ نکاح کالعدم ہوگا اور موجب شبہ نہیں ہوگا اور اگر محرمات ابدیہ نہ ہوں تو نکاح موجب شبہ ہوگا علامہ سرخسی فرماتے ہیں :**رجل تزوج امرأة ممن لا یحل لہ نکاحہا فدخل بها لا حد علیہ سواءکان عالما بذلک اوغیر عالم فی قول ابی حنیفۃ..... وعند ابی یوسف ومحمد اذاکان عالما بذلک فعلیہ الحد فی ذوات المحارم وکل امرأة إذا کانت ذات زوج أو محرمۃ علیہ علی التابید** (المبسوط 11/63 باب زنی الذمی فقال هذا عندی حلال ط بیروت)

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں :**ثم قول حافظ الدین فی الکافی فی تعلیل سقوط الحد فی تزوج المجوسیۃ ومامعہا لأن الشبہۃ إنما تنتفی عندهما یعنی حتی یجب الحد إذا کان مجمعا علی تحریمہ وهی حرام علی التابید یقتضی حینئذ ان لا یحد عندهما فی تزوج منکوحۃ الغیر وما معها لانها لیست محرمۃ علی التابید فإن حرمتها مقیدة ببقاء نکاحها وعدتها کما ان حرمۃ المجوسیۃ مغیاة بتمجسها..... لا یحد عندهما الا فی المحارم فقط** (فتح القدیر 5/41ط رشیدیہ)

علامہ عبد الحئ لکھنوی لکھتے ہیں :**قلت یظهر من هذه العبارات ونظائرها المبسوطۃ فی المبسوطات أن عقد النکاح شبہۃ تسقط بہ الحد عند الحنفیۃ خلافا لغیرهم ووقع فیهم الاختلاف ایضا فذهب ابوحنیفۃ الی انہ مسقط للحد مطلقا واختلفوا فی ذکر خلافهما**

فمنهم من أجرأه مطلقا حتی فی النکاح بغیر شهود وایضا قالوا انہ یحد عندهما فی جمیع الصور إذا علم بالحرمۃ

ومنهم من اخرج النکاح المختلف فیہ کالنکاح بغیر شهود وادخل فیہ تزوج منکوحۃ الغیر ومعتدتہ ومطلقۃ الثلاث.

ومنهم من خص الخلاف بنکاح متفق علی تحریمہ بمحرمۃ تابید فاخرج سائر الصور الا نکاح المحارم فعندھما یحد فیہ وفیما سواہ اتفاق (القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم۵۱_۵۲

صاحبین سے منسوب مذکورہ تینوں اقوال میں سے آخری قول راجح ہے اور محققین نے اسی کو صاحبین کا قول قرار دیا ہے چنانچہ ابن الہمام‘علامہ شامی‘ابن نجیم‘علامہ عبد الحی لکھنوی صاحب النہرالفائق سب نے اسی کو راجح قراردیاہے لہذا قول راجح کی بنیاد پر صرف محرمات ابدیہ سے نکاح کے موجب شبہہ ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہوگا اور محرمات عارضیہ سے نکاح باتفاق فقہاء احناف موجب شبہ ہوگا اور اس میں صحبت وطی بالشبہ قرار دی جائے گی اور اس پر زنا نہی بلکہ وطی بالشبہ کے احکام جاری کیے جائیں گے چنانچہ علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اس اخری قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں **وھذا ھو الذی یغلب علی ظنی والذین یعتمد علی نقلھم وتحریرھم مثل ابن المنذر کذلک ذکروا فحکی ابن المنذر عنھما انہ یحد فی ذات المحارم ولا یحد فی غیر ذلک قال مثل ان یتزوج مجوسیۃ او خامسۃ او معتدۃ وعبارۃ الکافی للحاکم تفید ذلک حیث قال رجل تزوج امرأۃ ممن لا یحل لہ نکاحھا فد خل بھا قال لا حد علیہ ....وقال ابویوسف ومحمد ان علم بذلک فعلیہ الحد فی ذوات المحارم۔ الی ھنا لفظہ فعمم فی المرأۃ التی لا تحل لہ فی سقوط الحد علی قول ابی حنیفۃ ثم خص مخالفتھما بذوات المحارم من ذلک العموم**(فتح القدیر 5/41 ط رشیدیہ) نیز دیکھئے (النہرالفائق 3/138 کتاب الحدود باب الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ)

علامہ شامی لکھتے ہیں: **اوجمع بین اختین فی عقدۃ فوطئھما اوالاخیرۃ لوکان متعاقبا بعدالتزوج فانہ لا حد وھو بالاتفاق علی الاظھر اما عندہ فظاھر واما عندھما فلان الشبھۃ انما تنتفی عندھما اذا کان مجمعا علی تحریمہ وھی محرمۃ علی التابید ..بحر ....قلت (ابن عابدین) وھذاھو الذی حررہ فی فتح القدیر (ردالمحتار 6/33کتاب الحدود باب الوطء الذی الخ) (منحۃ الخالق علی البحرالرائق 5/16کتاب الحدود ط رشیدیہ) وفی البحر ...اما عندھما فلان الشبھۃ انما تنتفی عندھما اذا کان مجمعا علی تحریمہ وھی محرمۃ علی التابید۔ (البحر الرائق 5/16 کتاب الحدود ط رشیدیہ)**

علامہ عبدالحئ لکھنوی لکھتے ہیں: **ومنھم من خص الخلاف بنکاح متفق علی تحریمہ بحرمۃ تابید فاخرج سائر الصور الا نکاح المحارم فعندھما یحد فیہ وفیما سواہ اتفاق بینھما وبینہ علی سقوطہ وھذا ھوالذی حققہ صاحب فتح القدیر والبحرالرائق والنھر الفائق وغیرھم فلیکن ھوالمعتمد. (القول الجازم فے سقوط الحد بنکاح المحارم ۵۲باب شبھۃ العقد)**

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہواکہ امام صاحب اور صاحبین کے درمیان اختلاف صرف محرمات ابدیہ سے نکاح کے سلسلہ میں ہے اور محارم کے علاوہ بالاتفاق نکاح سے شبہۃ العقد حاصل ہوجاتا ہے اور اس کے بعد وطی وطی بالشبہہ ہوگی لہذا سالی چونکہ محرمات ابدیہ میں سے نہیں ہے اسلئے صورت مسؤلہ میں اس سے نکاح کے بعد صحبت وطی بالشبہہ کے زمرہ میں آئیگی اور وطی بالشبہہ سے مکمل عدت تین حیض واجب ھوتی ہے نہ کہ ایک حیض۔ **قال فی الدر وعدۃ المنکوحۃ نکاحا فاسدا ..... والموطؤۃ بشبھۃ الحیض ..قال ابن العابدین الحیض جمع حیضۃ ای عدۃ المذکورات ثلاث حیض ان کن من ذوات الِحیض**(الدر مع الرد 5/196 199) دوسری جگہ لکھتے ہیں **وکذا موطوئۃ بشبھۃ اونکاح فاسد ای عدۃ کل منھما ثلاث حیض** (شامی 5/183 ط زکریا) اور چونکہ وطی بالشبہ نکاح فاسد کے حکم میں ہے اور نکاح فاسد وجوب عدت میں ملحق بہ صحیح ہے اس لئے جس طرح نکاح صحیح کے بعد عدت تین حیض واجب یوتی ہے اس طرح وطی باشبہ اور نکاح فاسد میں تین حیض عدت یوگی **فان قیل فعلی ھذا ینبغی ان یکتفی بحیضۃ کالاستبراء لانہ یحصل بہا التعریف قلنا النکاح الفاسد ملحق بااصحیحِ ولوطء باشبہۃ ھو کاافاسد حتی یجب بہ المہر وغیرہ فأشبہت عدۃ النکاح(تبیین الحقائق 7/204 باب العدۃ**

تیسری وجہ:سالی سے نکاح کے بعد صحبت کی صورت میں تمام فقہاء احناف نے مطقا عدت کو واجب قرار دیا ہے مبسوط میں ہے **وان نکح احداھما قبل الاخری فنکاح الاولی جائز لان بھذاالعقد لا یصیرجامعا ونکاح الثانیۃ فاسد ..... وان کان قد دخل بھا فعلیہا العدۃ ولھا الاقل من المسمی ومن مہر المثل۔ لان الدخول حصل بشبہۃ صورۃ النکاح فیسقط بہ الحد ویجب المہر والعدۃ**(المبسوط للسرخسی ۴/۵ ۷۰ کتاب النکاح)

فتاوی قاضیخان میں ہے **ولو تزوج امرأ ة ثم نکح اختھا جاز نکاح الاولی وبطل نکاح الثانیۃ فان وطی الثانیۃ لم یطأ الاولی حتی تنقضی عدۃ الثانیۃ (قاضیخان 169/1 کتاب النکاح باب فی المحرمات)** نیز اس کے علاوہ ہندیہ.شامی بحر وغیرہ تمام کتب میں اس صورت میں مطلقا عدت واجب کی گئی ہے اور فقھاء کا یہ طے شدہ ضابطہ ہے کہ جب مطلقا لفظ عدت بولا جائے تو اس سے مراد ایک حیض نہیں بلکہ تین حیض عدت ہوتی ہے اور ایک حیض کے لئے فقھاء استبراء کی تعبیر استعمال کرتے ہیں علامہ کاسانی لکھتے ہیں **وبہ تبین ان الواجب عدۃ ولیس باستبراء ....والعدۃ لا تقدر بحیضۃ واحدۃ .... واذا کان عدۃ لا یجوز تقدیرھا بحیضۃ واحدۃ کسائر العدد (بدائع 305/3 کتاب الطلاق فصل فی بیان مقادیر العدۃ)**

نوٹ:— احقر کے ناقص مطالعہ کی روشنی میں ذخیرہ کتب حنفی میں ایک جزئیہ بھی ایسا نہیں ملا ہے جس میں اس صورت میں عدت کو ایک حیض کے ساتھ مقید کیا گیا ہو اور رہا سوال میں ذکر کردہ جزئیہ تو وہ عدت سے نہیں بلکہ استبراء سے متعلق ہے جیسا کہ اسکی تفصیل آرہی ہے

سوال میں مذکور جزئیہ کا جواب:

اور سوال میں جو عبارت ذکر کی گئی ہے وہ مسئولہ صورت سے متعلق نہیں ہے بلکہ اس عبارت کا تعلق اس صورت کے ساتھ ہے کہ اگر کوئ شخص اپنی سالی سے بدون نکاح زنا کرے تو مذکورہ جزئیہ کی روشنی میں سالی کے استبراء کے بعد ہی اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے چنانچہ عبارت یہ ہے **لو زنا باحد ی الاختین لا یقرب الاخری حتی تحیض الاخری حیضۃ** اس عبارت میں صراحۃ سالی سے زنا کرنے کا حکم بتلایا گیا ہے اور ظاہر ہے با قاعدہ سالی سے عقدہ نکاح کرکے صحبت کرنے کو لغۃ عرفا شرعا کسی طرح زنا نہیں کہا جاتا بلکہ خود صاحبین کے نزدیک راجح قول کے مطابق یہ زنا نہیں ہے اسی لئے اس پر زنا کے احکام نہیں بلکہ وطی با لشبھہ کے احکام جاری ہوتے ہیں یعنی عدت اور مہر کا وجوب نسب کا ثبوت حد کا سقوط وغیرہ امام طحاوی لکھتے **ہیں فھذا دلیل صحیح ان عقد النکاح اذا کان وان کان لا یثبت وجب لہ حکم النکاح فی وجوب المھر با لد خول اللذی یکون بعدہ وفی العدۃ منہ وفی ثبوت النسب**

وماکان یوجب ما ذکرنا من ذلک فیستحیل ان یجب فیہ حد لان اللذی یوجب الحد ھوالزنا والزنا لا یوجب ثبوت نسب ولامھر ولا عدۃ (شرح معانی الآثار 103/4 باب من تزوج امرأ ۃ ابیہ اوذات محرم منہ)

نکاح کے بعد صحبت زنا نہی ہے اس پر کلام کرتے ہوئے علامہ سرخسی لکھتے ہیں : **ولأن ھذا الفعل لیس بزنا لغۃ لما بینا أن اھل اللغۃلا یفصلون بین الزنا وغیرہ الا بالعقد وھم لا یعرفون الحل والحرمۃ شرعا فعرفنا أن الوطء المترتب علی عقد لا یکون زنا لغۃ فکذلک شرعا ولأن ھذا لفعل کان حلالا فی شریعۃ من قبلنا والزنا ما کانا حلالا قط وکذلک اھل الذمۃ یقرون علی ھذا ولا یقرون علی الزنا وکذلک لا ینسب اولادھم الی اولاد الزنا فعرفنا أن ھذالفعل لیس بزنا (المبسوط للسرخسی 11/99 زنی الزمی فقال عندی ھذا حلالا)**

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے : **الفعل لم یقع زنا لا لغۃ ولا عرفا فإن اھل اللغۃ لا یفصلون بین الزنا وغیرہ إلا بالعقد والفرض وجودہ (العنایہ علی شرح الہدایہ 7/191) باب الوطءالذی یوجب الحد الخ**

الغرض مذکور الصد رعبارت زنا سے متعلق ہے اور سالی سے نکاح کے بعد صحبت کو زنا نہی کہا جا سکتا اس پر زنا کی تعریف صادق نہ آنے کی وجہ سے کیونکہ زنا کے تحقق کے لئے نکاح اور شبۂ نکاح کا نہ پایا جانا ضروری ہے چنانچہ الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ تقریباً تمام ہی کتب میں کتاب الحدود کے شروع میں زنا کی یہ تعریف موجود ہے صاحب بدائع کے الفاظ یہ ہیں **أما الزنا فہو اسم الوطء الحرام فی قبل المرأۃ الحیۃ : العاری عن حقیقۃ الملک وعن شبہۃ وعن حق الملک وعن حقیقۃ النکاح وشبہۃ الخ** اور ظاہر ہے مسئولہ صورت میں باتفاق فقہاءاحناف شبہہ نکاح موجود ہے اس لئے اس کے بعد ہونے والی صحبت پر زنا کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس پر زنا کے احکام نافذ کئے جا سکتے ہیں

اکابر فقہاءاحناف نے بھی اس عبارت کو صریح زنا پر ہی محمول کیا ہے چنانچہ علامہ ابن الہمام رحمۃاللہ علیہ نے مذکور فی السوال جزئیہ نقل کر کے اسے قابل اشکال قرار دیا ہے **قال وفی الدرایہ عن الکامل : لوزنی باحدی الاختین لا یقرب الاخری حتی تحیض الاخری حیضۃ وھذا مشکل (فتح**

القدیر 6/269 کتاب النکاح فصل بیان المحرمات) البتہ اشکال کی وجہ نہیں ذکر کی صاحب بحر علامہ ابن نجیم رحمۃاللہ علیہ نے صاحب فتح القدیر کا اشکال نقل کرکے اس کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ چونکہ ماءزنا کا شرعاً اعتبار نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کسی کی منکوحہ سے کسی شخص نے زنا کر لیا تو شوہر کے لئے اپنی بیوی سے فوراً صحبت کرنا جائز ہے اور مذکورہ جزئیہ میں زنا کی صورت میں بھی استبراء واجب کیا جا رہاہے **قال فی البحر: بعد نقل هذه العبارة : واستشکلہ فی فتح القدیر ولم یبینہ ووجهہ أنہ لا اعتبار لماءالزنی ولزالوزنت امراءۃ رجل لم تحرم علیہ وجاز لہ وطؤها عقب الزنا (البحرالرائق 8/28 فصل فی المحرمات فی النکاح)**

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشکال اور وجہ اشکال کو صاحب بحر کے حوالہ سے ذکر کیا ہے اور اس پر کوئ کلام نہی فرمایا دیکھئے(شامی کتاب النکاح المحرمات)

الغرض مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ عبارت صراحۃ زنا سے متعلق ہے نہ کہ نکاح کے بعد صحبت کرنے سے نیز درایہ عن الکامل کی یہی عبارت صاحب النھر الفائق نے بھی نقل کی ہے وہاں الاخری کی جگہ صراحۃ المزنیۃ' وارد ہے جو گویا مدعی کے لئے صریح ہے فرماتے ہیں : وفی الدرایہ عن الکامل : لوزناباحدی الاختین لا تقرب المنکوحۃ حتی تحیض المزنیۃ حیضۃ واستشکلہ فی فتح القدیر ووجھہ فی البحر(النھر الفائق ۱۸۹/۲ فصل فی المحرمات.

نیز حضرت مفتی شفیع صاحب نے بھی اسکو سالی سے زنا کرنے کی صورت پر محمول کیا ہے. سوال ایک شخص نے اپنی سالی کے ساتھ زنا کیا اسکی منکوحۃ یعنی مزنیۃ کی ہمشیرہ اس شخص پر حرام ہوگی یا نہیں؟ الجواب مذکورہ عبارات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس شخص پر اسکی منکوحۃ ہمیشہ کیلئے حرام نہیں ہو گی البتہ جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آچکے اسوقت تک اس منکوحۃ سے علیحدہ رہنا واجب ہے (امداد المفتین ۵۵۳ سوال ۴۲۰)(نیز دیکھئے ۵۱٦. ۵۱۷)

نیز حضرت مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم کا ایک مصدقہ. فتوی فتاوی عثمانی کے حاشیہ میں ہے اس میں بھی مذکورہ عبارت کو صراحۃ زنا پر محمول کیا گیا ہے ملاحظہ ہو (فتاوی عثمانی ۲/ ۲۵۳کتاب النکاح

کیا درایہ کی عبارت مفتی بہ ہے

ما قبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ درایہ کی عبارت کا تعلق استبراء من الزنا سے ہے نہ کہ عدت سے لیکن ابھی اس امر کی تنقیح باقی ہے کہ استبراء من الزنا کی حیثیت احناف کے یہاں کیا ہے؟ تو اس کے بارے میں عرض ہیکہ احناف کے یہاں اس سلسلے میں تین قول ملتے ہیں

(1) پہلا قول جو کہ شیخین کا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ ماء زنا شرعاً غیر محترم ہے اس لئے اس کا اعتبار نہی ہوگا اور استبراء نہ واجب ہوگا نہ مستحب - **قال فی الدر جاز نکاح من رأھا تزنی ولہ وطؤھا بلا استبراء - قال ابن عابدین ای عندھما (الدر مع الرد 4/143 ط زکریا) وقال الامام السرخسی فی المبسوط - وإذا زنت امۃ الرجل فلیس علیہ أن یستبرأھا بحیضۃ لأنہ لا حرمۃ لماء الزنی والشرع ما جعل للزانی الا الحجر ولیس فی الزنا استبراء ولا عدة(المبسوط للسرخسی 152/13 ط بیروت)**

۲) استبراء مستحب ہے شامی میں ہے :**إذا زنی باخت امرأتہ او بعمتہا أو بخالتہا أو بنت اخیہا أو اختہا بلا شبہۃ فإن الأفضل أن لا یطا امرأتہ حتی تستبرا المزنیہ (شامی ۹/ الحظر والاباحۃ باب الاستبراء)** یہی قول **جامع الرموز للقہستانی کتاب الکراہیۃ ۲/ ۳۱٤ط سعید نیز شرح الملتقی علی المجمع ۲۱۱** میں بھی ہے اسی طرح النہر الفائق میں بھی استحباب کا قول علی سبیل الجزم ہے **قال :و حل تزوج من رأھا تزنی لکنہ یند ب استبراؤھا قبل الوطء (النہر الفائق ۱۹۹/۲ فصل فی المحرمات)**

نیز بہت سے فقہاء نے امام محمد کے قول کو ترجیح دی ہے اور حضرت امام محمد کے نزدیک. بھی استبراء مستحب ہے. **قال فی البدائع وما ذکرہ محمد نوع احتیاط وھو حسن (بدائع ۱۰٤/۱۲ فصل فی حکم البیع) وقال. ابو اللیث :قولہ أقرب الی الاحتیاط وبہ ناخذ. (رد المحتار ٤/۱٤۳ النکاح ط زکریا)**

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ زنا کی صورت میں استبراء واجب ہے درایہ عن الکامل کی مذکور فی السؤال عبارت اسی قول پر ہے **:لو زنی بأحد الاختین لا یقرب الاخری حتی تحیض الاخری حیضة؛(مجمع الانہر ۱/۴۷۹ ط دار الکتب العلمیہ بیروت) النتف فی الفتاوی میں ہے :الموانع فی النکاح إذا وطأ ذات محرم من امراتہ ممن لا یحرم علیہ بزنا فانہ لا یطا امراتہ حتی یستبرئ الموطوءة بحیضة (کذا فی النتف فی الفتاوی کتاب النکاح ۱۸۹)** منظومہ ابن وھبان. میں ہے **:لو زنت امراة حرمت. علی زوجھا حتی تحیض و تطھر.**
شرح منظومہ میں اس قول کو نتف ہی کی طرف منسوب کیا ہے دیکھئے (النہر الفائق ۱۸۹/۲)

لیکن اس وجوب کے قول کوبعض حضرات نے رد کیا ہے چنانچہ وھبانیہ کے قول کو علامہ حصکفی نے ضعیف قرار دیا ہے فرماتے **ہیں فما فی الوھبانیہ ضعیف کما بسطہ المصنف (الدر مع الرد ۱۴۴/۴ط زکریا)** اسی طرح علامہ شامی نے نتف میں مذکور جزئیہ کو رد کیا ہے فرماتے ہیں **:قلت ما ذکره فی شرح النظم ذکره فی النتف وھو ضعیف (شامی ۱۴۴/۴)**اور درایہ عن الکامل کے جزئیہ کو علامہ ابن الھمام، صاحب بحر، علامہ شامی، صاحب النہر الفائق سب نے قابل اشکال قرار دیا ہے جیساکہ تفصیلا گزرا. لہذا اس تفصیل کے مطابق استبراء کے وجوب کا قول مرجوح ہوگا

لیکن صاحب فتح القدیر نے امام محمد کے قول "لا احب لہ أن یطا ھا مالم یستبرئھا" میں لا أحب کو وجوب پر محمول کیا ہے کیونکہ متقدمین کثرت سے احب وغیره کا اطلاق وجوب پر کرتے ہیں **:فی فتح القدیر حمل قول محمد "لا أحب" علی انہ یجب لتعلیلہ باحتمال الشغل بماء المولی فانہ یدل علی الوجوب وقال فان المتقدمین کثیرا ما یطلقون اکره ھذا فی التحریم او کراھة التحریم واحب فی مقابلہ. (رد المحتار ۱۴۳/۴ النکاح)** تقریرات رافعی میں بھی وجوب کے قول کی طرف رجحان ظاہر کیا گیا ہے **: قال : نعم وان کان لا اعتبار بماء الزنی الا انھا یحتمل انھا علقت منہ فإذا جامعھا الزوج وأتت بولد لستة اشھر ینسب الیہ مع آنہ فی الحقیقة علی ھذا الاحتمال من الزنا فیندب الاستبراء لدفع ھذا الاحتمال إذ توھم الشغل بماء الزنی متحقق بل**

لو قال قائل بالوجوب لا یبعد (تقریرات رافعی١٨٤ علی المجلد الرابع من رد المحتار ط زکریا)

نیز حضرت مفتی شفیع صاحب نے بھی درایہ کے مطابق فتوی دیا ہے اسی طرح مفتی تقی عثمانی صاحب کا مصدقہ فتوی بھی اس درایہ کی عبارت کے مطابق ہے جیساکہ ما قبل میں گزرا علاوہ ازیں اصل ابضاع میں تحریم ہے اور فروج میں احتیاط پر عمل کیا جاتا ہے اور ظاہر ہیکہ احتیاط وجوب کا قول اختیار کرنے میں ہے اسلئے زنا کی صورت میں درایہ وغیرہ کی عبارت کے مطابق بھی فتوی دینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے

هذا ما ظهر لی والله اعلم

کتبہ العبد محمد ثاقب فتح پوری خادم التدریس والإفتاء معراج العلوم چیتا کیمپ

ممبئی ١٤ رجب ٤٠ھ مطابق 19/3/25

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم المقام واجب الاحترام حضرت اقدس مفتی سلمان منصور پوری صاحب دامت فیوضھم

احقر الحمد للہ خیریت سے ہے اور حضور والا کی مع اہل وعیال وجملہ متعلقین بارگاہ ایزدی میں خیروعافیت کا طالب ہے

بندہ ممبئی کی مشہور دینی درسگاہ معراج العلوم چیتا کیمپ میں تدریس وافتا کی خدمت انجام دے رہا ہےاور آپ کے قیمتی افادات اور علمی نگارشات سے استفادہ کرتا رہتا ہے یقینا اللہ تعالی نے آپ سےجو عظیم دینی کام لیا اور لے رہاہے وہ ہم چھوٹوں کے لیے مشعل راہ اور لائق اتباع ہے اللہ تعالی ہمارے سروں پر بعافیت آپ کا سایہ تمام فیوض وبرکات کے ساتھ تا دیر قائم ودائم رکھے اور آپ کا قلم گوہر بار کبھی تعب آشنا نہ ہو آمین

سر دست کتاب النوازل مین مذ کور ایک مسئلہ سے متعلق رہنمائی درکار تھی احقر کے پاس اس مسئلہ سے متعلق ایک سوال آیا تھا جس کا تفصیلی

جواب احقر نے لکھا تھا برائے غور واستصواب آپ کی خدمت میں ارسال ہے اگر کوئی غلطی ہو تو تصویب فرمادیں اور اگر درست ہو تو تائید وتوثیق فرمائیں ذرہ نوازی ہوگی

محمد ثاقب فتح پوری خادم التدریس والافتا معراج العلوم چیتا کیمپ ممبئی

۹۰۸۲۸۸۳۷۹۰